بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشارات

جہاد کی پکار

خرم مراد

آج زمین پر چلنے والا ہر پانچواں آدمی مسلمان ہے۔ ہر قسم کے وسائل سے مالا مال' ۵۳ آزاد ملکوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ایک ارب کی تعداد' اور اتنے آزاد مسلمان ممالک کے باوجود دنیا میں امت مسلمہ ذلت و بیچارگی' اور مغلوبیت و پس ماندگی کا شکار ہے۔خود مسلمان ممالک تفرقہ اور انتشار میں مبتلا ہیں۔ مسلمان عوام اپنے ہی ہم مذہب حکمرانوں کے جبر و تشدد کے شکنجہ میں کسے ہوئے ہیں۔ آخر کیوں؟

ایسا کیوں ہے' اس سوال کا جواب دیے بغیر نہ ہماری حالت بہتر ہو سکتی ہے' نہ مستقبل ہمارا بن سکتا ہے۔اس سوال کا جواب ہمیں کہیں باہر نہیں بلکہ اپنے اندر ملے گا۔اس لیے کہ ہر قوم کو دنیا میں وہی نصیب ہوتا ہے جو اس کے اعمال و اخلاق تقاضا کرتے ہیں۔امریکہ جیسے ملکوں کے نیو ورلڈ آرڈر کے منصوبے اور عزائم' یہود و ہنود جیسی قوموں کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں اسی صورت میں ہمیں نقصان پہنچاتی ہیں جب ہمارے اپنے دل ہی خالی ہوں' اپنے اخلاق و اعمال ہی کچے اور بودے ہوں اور اپنی صفوں ہی میں شگاف ہوں۔

قوموں کی بقا اور ترقی کے لیے صرف دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ایک یہ کہ ان کے دل کسی بھی مقصد' سے وہ صحیح ہو یا غلط' وابستہ ہوں' اس کی محبت سے بھرے ہوئے ہوں' اسی کو اپنی تمناؤں' خوابوں اور تگ و دو کا محور و مرکز بنائے ہوئے ہوں۔ دوسرے یہ کہ وہ دل کی لگن اور صبر و استقامت کے ساتھ اپنے مقصد پر جمے رہیں' اور اس کے حصول کے لیے ہر ممکن جدوجہد کریں اور اس جدوجہد میں اپنا سب کچھ لگانے کے لیے تیار ہوں۔

ہماری امت مسلمہ' اسلام کی بنیاد پر مبنی ہے اس کا نام نہ نسل و رنگ کا آئینہ دار ہے' نہ زبان و

زمین سے بنا ہے۔ یہ اپنے پیدا کرنے والے رب کا بن جانے 'اپنا سب کچھ اس کے سپرد کر دینے 'اسی کو اپنا قبلہ اور مقصود بنا لینے اور سب سے بڑھ کر اسی سے محبت کرنے والوں کی امت ہے ' اور ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا بن جانا' اور اپنا سب کچھ اسی کے لیے اور اسی کی راہ میں کوشش اور محنت میں لگا دینا' اسی میں اس امت کی عزت و سربلندی اور بقا و ترقی کا راز پوشیدہ ہے۔ اسی کا نام ہے ایمان باللہ اور جہاد فی سبیل اللہ۔

جو قومیں ایمان سے خالی اور جہاد سے کوری ہوں' ان کے لیے دنیا میں نہ کوئی مقام ہے نہ مقدر۔ جو قوم نام اللہ کا لیتی ہو' لیکن اس کا دل اللہ کی طلب و محبت سے خالی ہو اور اس کی ساری محنتوں اور کوششوں میں اللہ کا کوئی مقام نہ ہو' وہ ان قوموں کے سامنے بہتر نہیں ہو سکتی جن کے سامنے ایک مقصد ہو' اور وہ اپنے مقصد کے لیے قربانیاں دینا اور جہاد کرنا جانتے ہوں' اگرچہ وہ مقصد باطل ہو۔ مقصد سے خالی قوموں کا وزن درخت کے پتوں' پانی کے جھاگ اور خس و خاشاک سے زیادہ نہیں ہوتا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے' قرآن مجید کے ذریعے اور اسوہ رسولؐ کے ذریعے سب سے بڑھ کر اگر ہمیں کسی چیز کی طرف پکارا ہے' تاکید کی ہے' تو وہ ایمان اور جہاد کی دعوت ہے۔ جہاد کو ایمان صادق کی کسوٹی جتایا ہے۔ ان تمام اعمال صالحہ میں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں اور اس سے قریب کرنے والے ہیں' سب سے زیادہ اعلیٰ اور افضل عمل جہاد فی سبیل اللہ کو ٹھہرایا ہے' حیات ملی کو دعوت جہاد پر لبیک کہنے پر منحصر کر دیا ہے' جہاد کرتے ہوئے مرنے والوں کو مردہ کہنے سے منع کر دیا ہے کہ ان کی موت ہی ملت کی حیات ہے اور وہ مرتے ہی اپنے رب سے رزق پانا شروع کر دیتے ہیں' دنیا میں عزت و سربلندی کی راہ جہاد فی سبیل اللہ میں رکھ دی ہے اور موت کے بعد ہمیشہ کی زندگی میں سب سے بڑھ کر انعامات اور اجر عظیم کا وعدہ مجاہد فی سبیل اللہ کے ساتھ کیا ہے۔

دیکھیے' حقیقی معنوں میں سچے مومن وہی ہیں جو صحیح معنوں میں ایمان رکھتے ہوں اور جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کریں' یہ بات اللہ تعالیٰ نے بہت اچھی طرح واضح کر دی ہے۔

> حقیقت میں تو مومن وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے' پھر کسی شک میں مبتلا نہ ہوئے' اور اپنی جانیں لڑا کر اور مال لگا کر اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی سچے لوگ ہیں (الحجرات ۴۹:۱۵)

اور دیکھیے' ایمان و جہاد کی پکار پر لبیک کہنے میں ہی زندگی کا سامان ہے۔ اور اس سے خالی ہوں تو زندگی موت کے برابر اور دل پراگندہ' اور سب کے سب شامت اعمال کے شکار۔

اے لوگو' جو ایمان لائے ہو' اللہ اور اس کے رسولؐ کی پکار پر لبیک کہو' جب کہ رسولؐ تمھیں اس چیز کی طرف بلائے جو تمھیں زندگی بخشنے والی ہے اور جان لو کہ اللہ' آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔ بچو' اس فتنے سے جس کی شامت مخصوص طور پر صرف انھی لوگوں تک محدود نہ رہے گی جنھوں نے تم میں سے ظلم (کی روش اختیار) کی ہوگی۔(انفال ۸: ۲۴-۲۵)

ہمیں یہ بھی اچھی طرح جاننا چاہیے کہ جہاد فی سبیل اللہ تمام نیک اعمال میں سب سے زیادہ اعلیٰ اور افضل ہے' اللہ تعالیٰ کو انتہائی محبوب اور اس سے سب سے زیادہ قریب کرنے والا ہے۔ ساری زندگی حسن عمل کی آزمائش ہے۔ زندگی اور موت کی بساط اللہ تعالیٰ نے اسی لیے بچھائی ہے تاکہ وہ ہمارا امتحان لے کہ کون نیک اور حسین اعمال کی محبت میں گرفتار ہوتا ہے'کون بدی اور متاع دنیوی کی محبت میں (الملک ۶۷: ۲)۔نیک اعمال یا حسین کام وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں' جن سے اس کی قربت نصیب ہوتی ہے'جن کو کرنے والوں سے وہ محبت کرتا ہے۔ لیکن سارے نیک اعمال ایک درجے کے نہیں ہوتے۔ اسی لیے فقہا نے اعمال کو فرائض' سنن' نوافل'مستحبات اور مباحات میں تقسیم کیا ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ اللہ سے قریب ہونے کا سب سے بڑا ذریعہ فرائض کو ادا کرنا ہے۔ اس کے بعد جب ہم وہ کام اپنی خوشی سے دوڑ دوڑ کر کرنے لگتے ہیں جن کا کرنا یا نہ کرنا ہماری مرضی پر ہے تو ہم قربت کی آخری منازل بھی طے کر لیتے ہیں۔ اب دیکھیے ان اعمال میں ایمان وجہاد کا مقام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کو آباد رکھنے کو اس شخص کے کام کے برابر بنا لیا ہے جو ایمان لایا اللہ اور یوم آخر پر' اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں (التوبہ ۹: ۱)۔

ترازو کے ایک پلڑے میں کون سے اعمال ہیں؟ یہ معمولی اعمال نہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور پیاسوں کو پانی پلانا تو ایمان کے درجے کے نیک کام ہیں۔ پانی پلانے کا انتظام کرنا صدقہ جاریہ ہے۔ حضورؐ نے بتایا کہ بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت اس وجہ سے بخش دی گئی کہ اس نے ایک پیاسے کتے کی پیاس بجھائی۔ پھر حاجی تو اللہ کی راہ میں مسافر ہوتا ہے'تو حاجی کی پیاس بجھانا کتنے اونچے درجے کا عمل ہوگا۔ پھر اللہ کے گھر کو آباد رکھنا' اس کا اہتمام وانتظام کرنا کہ وہاں لوگ نماز' طواف' اور اعتکاف جیسی عبادات بجالا سکیں' ایسا کام ہے جس کے لیے اللہ نے ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کو ذمہ دار بنایا۔ اللہ کے گھر کی زیارت' طواف اور عمرہ کے لیے سفر کرنا تو خود جہاد فی سبیل کی طرح کا عمل ہے۔ تو یہ دو عمل ایک پلڑے میں ہیں۔ یہ چھوٹے درجے کے عمل نہیں' بڑے عظیم الشان عمل ہیں۔ دوسرے پلڑے میں ایمان ہے' اور جہاد فی سبیل اللہ۔ اللہ تعالیٰ صاف صاف فرماتا ہے:

اللہ کے نزدیک یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے (التوبہ ۹:۱۹)۔

ان میں سے کس کا درجہ زیادہ ہے؟ اس سوال کا جواب بھی وہ دیتا ہے

اللہ کے نزدیک تو انھی کا درجہ بڑا ہے جو ایمان لائے ' اور جنھوں نے اس کی راہ میں گھر بار چھوڑے ' اور جان و مال سے جہاد کیا ' وہی کامیاب ہیں (التوبہ ۹: ۲۰)۔

ایمان کے معانی تو واضح ہو چکے ہیں۔ جہاد فی سبیل اللہ کا کیا مطلب ہے؟ یہ بھی اللہ کے رسولؐ نے واضح فرما دیا ہے۔ نہ قبیلے ' ملک اور قوم کے لیے لڑائی جہاد فی سبیل اللہ ہے ' نہ آن بان ' عزت ' اور نام کے لیے لڑائی۔ جہاد فی سبیل اللہ تو وہ ہے جو صرف اس لیے ہو کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا کلمہ غالب ہو ' اللہ کا دین قائم ہو ' اللہ کے بندے جھوٹے خداؤں کی غلامی سے آزاد ہو جائیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ لتکون کلمة الله هی العلیا۔ جہاد فی سبیل کے معنی یہ بھی ہیں کہ یہ جہاد صرف اللہ کے لیے ہو ' خالص اس کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لیے ہو ' صرف جنت کی طلب اور دوزخ سے بچنے کی تڑپ میں ہو۔

جو خود کو مومن کہتا ہو ' اس کو جہاد تو کرنا ہی ہو گا ' اس لیے کہ ایمان اور جہاد ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ ایمان کے ایک معنی یہ ہیں کہ "اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں سے ان کے جان و مال خرید لیتا ہے ' جنت کی قیمت میں"۔ جو ایمان لایا ' اس نے اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ بیچ دیا ' پورا کا پورا۔ کہنے کو تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ میرا دل ' میرا دماغ ' میرے ہاتھ پاؤں ' میرا مال ' میرا مکان ' میری تجارت ' میرے رشتہ دار ' ---- لیکن ان میں سے کچھ بھی میرا نہیں ' سب اللہ کا ہے۔ جب سب کچھ ہم نے اللہ کے ہاتھ بیچ دیا تو پھر یہ سب کچھ اس کی راہ میں ' اس کے دین کے لیے ' اس کے ساتھ وفاداری کا عہد وفا کرنے میں ' مظلوموں کی نجات کے لیے ' اپنی عزت اور آزادی برقرار رکھنے کے لیے ' نہ لگایا جائے تو یہ نمک حرامی بھی ہو گی ' بدعہدی بھی۔ ایمان کے بعد ہم اپنی سب چیزوں کو اپنا سمجھیں ' اپنے کام میں لائیں ' تو یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ ایک دکاندار مال بیچ کر بھی خریدار کے حوالے نہ کرے ' اور کام میں لاتا رہے۔

ہجرت کے معنی گھر بار چھوڑنے کے ہیں۔ یہی ہجرت کے اصل معنی ہیں ' یہی ہجرت کا اصل عمل ہے۔ لیکن غور کیجیے کہ ہجرت کی روح تو یہ ہے کہ اس جگہ کو چھوڑ دیا جائے جہاں اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنا ممکن نہ ہو ' اس زندگی کو ترک کر دیا جائے جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہو۔ ایمان کا پہلا قدم ہی یہ ہے کہ ہم سارے جھوٹے خدا ترک کر دیں۔ ایمان کے بعد پہلا کام ہی یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کو ترک کر دیں جو اللہ کو ناپسند ہیں۔ غور کیجیے تو جہاد ' ان معنوں میں ہجرت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔ جہاد کے لیے گھر بار چھوڑ کر نکلنا پڑتا ہے ' رشتے ناتے چھوڑنا پڑتے ہیں ' کاروبار

ہاتھ سے جاتے ہیں' آرام ترک کرنا پڑتا ہے۔ اور اگر میدان جنگ میں جاکر جہاد کرنے کی نوبت نہ آئے' تو بھی جہاد ہو سکتا ہے' اور ہوتا ہے' اور اس کے لیے بھی اپنے بہت سے محبوب مشاغل اور چیزیں چھوڑنا پڑتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ایمان' جہاد اور ہجرت کا وہ حق ادا نہ کریں' جو ان کا حق ہے' وہ مقام نہ دیں جو ان کا مقام ہے' تو وہ ظالم ہیں ---- ظلم تو حق تلفی کو کہتے ہیں ---- اور ظالموں کے کاموں کا انجام بھلا نہیں ہوتا۔

اور جو ایمان و جہاد کی راہ اختیار کریں وہی کامیاب ہیں' انھی کا درجہ سب سے بڑا ہے۔ ان کے لیے کیا کیا انعامات کی خوش خبری ہمارے رب کریم نے دی ہے۔ ذرا سنیے!

ان کا رب انھیں اپنی رحمت' اور خوشنودی' اور ایسی جنتوں کی خوش خبری دیتا ہے جہاں ان کے لیے پائیدار عیش کے سامان ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یقیناً اللہ کے پاس خدمات کا صلہ دینے کو بہت کچھ ہے (التوبہ ۹:۲۱-۲۲)۔

الفاظ تھوڑے سے ہیں' بیان بھی مختصر ہے۔ لیکن دل کے جذب و کشش کے لیے جتنا سامان ہو سکتا تھا وہ سب ان چند الفاظ میں جمع کر دیا گیا ہے' جتنا حسن و جمال جذبہ عشق کو مطلوب ہو سکتا ہے وہ سب موجود ہے۔ اور یہ سب ایمان' ہجرت اور جہاد کے ساتھ وابستہ ہے۔ شاید قرآن مجید میں کسی جگہ' کسی اور قسم کے اعمال کے صلہ میں' اتنے سارے انعامات کو جمع نہیں کیا گیا ہے۔

فرمایا' کہ خوش خبری دو! خوشیاں مناؤ' شادیانے بجاؤ' کیا کچھ ملنے والا ہے۔ رحمت! اگر بات یہیں ختم ہو جاتی' اور آگے کچھ نہ کہا جاتا' تو یہ بھی کافی تھا۔ رحمت اس کی جس کی رحمت کی کوئی حد اور انتہا نہیں' جس رحمت کی مسلسل بارش ہو رہی ہے' جس رحمت کا ایک حصہ دنیا میں تقسیم کیا گیا ہے اور ننانوے حصے آخرت میں یہاں بخشے جا رہے ہیں' مجاہدین کو۔ لیکن رحمت کے آگے بشارت ہے' رضوان کی! اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو جائے' اس کی محبت کی نظر' اس کی محبت کا کلام' اس کی طرف سے قدر دانی' کیا اس سے بڑھ کر بھی ہماری فطرت میں پوشیدہ طلب حسن کو کسی چیز کی تمنا ہو سکتی ہے۔ رحمت اور رضوان کی نعمتیں ہی ہیں جو جنت کے سانچے میں ڈھل جائیں گی۔ جنت کی نعمتوں کا بیان شروع ہو جائے تو ختم ہونے میں نہ آئے۔ یہاں تو صرف دو نعمتوں کا ذکر ہے' اور ان دو کے بعد کسی بیان کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے' اس دنیا کی طرح نہیں کہ ہر نعمت فنا ہو جائے۔ یہاں ہم کتنی محنت و شفقت اور کتنی آرزوؤں سے طرح طرح کی نعمتیں جمع کرتے ہیں' کوئی ساتھ نہیں رہتی۔ نعمتیں زیادہ دیرپا ہوں' تو زندگی جلد ختم ہو جاتی ہے۔ ہزار دم نکلتے ہیں تو ایک خواہش پوری ہوتی ہے' ایک دفعہ دم نکلتا ہے تو ہزار خواہشیں ساتھ ہی دفن ہو جاتی ہیں۔ اسی لیے

فرمایا کہ نہ صرف یہ کہ نعمتیں ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں' بلکہ ہم بھی ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اور ان سب کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے پاس اور بڑا اجر ہے جس کا تصور بھی ممکن نہیں۔ فرمایا حضورؐ نے' وہ نعمتیں کہ نہ آنکھوں نے دیکھا' نہ کانوں نے سنا' نہ آدمی ان کا تصور ہی کر سکتا۔

لوگو! ذرا سوچو! اللہ کی یہ پکار جہاد کے لیے! جہاد کا یہ مقام دین میں! جہاد کا یہ اجر دنیا اور آخرت میں! اس سے بڑا نقصان کا سودا کیا ہو گا کہ یہ خوان نعمت ہمارے سامنے رکھا ہو اور ہم بالکل غافل' لاپروا' بے حقیقت چیزوں سے اپنا شوق پورا کرتے رہیں' اپنے پیٹ بے مزہ اور بیکار چیزوں سے بھرتے رہیں۔

آپ سوچیں گے کہ ہم جہاد کیسے کریں۔ گھروں سے نکل کر میدانوں میں جہاد کرنے کا وقت آئے تو وہ بھی کرنا ہو گا' جان دینے کی ضرورت ہو تو وہ بھی دینا ہو گی۔ افغانستان میں' فلسطین میں' کشمیر میں' بوسنیا میں' چیچنیا میں' تاجکستان میں لوگ یہ سب کر رہے ہیں۔ لیکن جو محاذ پر نہیں ہیں وہ بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

۱۔ جہاد کی تڑپ اور آرزو سے دل کو آباد رکھیں' تاکہ یہ جذبہ پورے وجود میں موجزن رہے۔

۲۔ شہادت کی تمنا کے چراغ اپنے سینے میں روشن رکھیں' تاکہ اس کے نور سے قلب و روح اور زندگی کا ہر گوشہ منور رہے۔

۳۔ اپنے گرد و پیش گھر والوں کو' تعلیمی اداروں میں طلبہ کو' رشتہ داروں کو' محلہ والوں کو تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو' لڑکوں اور لڑکیوں اور بچوں کو ایمان و جہاد کی دعوت پہنچائیں اور اس کے لیے کھڑا کریں۔

۴۔ کشمیر' فلسطین اور دیگر مقامات پر جو جہاد ہو رہا ہے اس کی مدد میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں' اس لیے کہ جو مجاہد کو سامان فراہم کر دیتا ہے یا جو مجاہد کے گھر کی دیکھ بھال کرتا ہے اس کو بھی مجاہد کے برابر ثواب ملتا ہے۔ گولی چلانے کا وقت آئے تو گولی چلائیں' لیکن تنکا بھم پہنچانے کی ضرورت ہو تو وہ بھم پہنچائیں۔

۵۔ اپنی اور اپنی قوم کی زندگی کو زیادہ سے زیادہ اپنے رب کریم کی مرضی اور حکم کے مطابق بنائیں۔

اللہ کو جو کچھ مطلوب ہے وہ تو نیت' ارادہ' جذبہ' تمنا' آرزو اور سعی و جستجو ہے۔ جو میدان جنگ میں جان دیتا ہے وہ بھی اللہ کو محبوب ہے' جو گھر بیٹھے ہتھیلی پر اپنی جان کی نذر لیے بیٹھا رہتا ہے' وہ بھی اللہ کا محبوب ہے۔

غور کریں تو جہاد محبت کا سودا ہے۔ محبت ہی کا جذبہ ہے جو فاتح عالم ہے۔ محبت سے دل معمور

ہو تو محبت کی خاطر ہم ہر چیز چھوڑنے ' ہر قربانی دینے ' ہر کام کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں ۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہر ایمان کا دعویٰ کرنے والے سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرے

وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ

ایمان لانے والے سب سے بڑھ کر اللہ سے محبت کرتے ہیں ۔

اور جہاد کی پکار بلند کی ' جہاد کا مقام بیان کیا ' جہاد کے اجر کی بشارت دی ' تو ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ اپنے دل میں جھانک کر دیکھو ' کس کی محبت زیادہ ہے ؟ باپوں کی ' بیٹوں کی ' بھائیوں کی ' بیویوں کی ' قرابت داروں کی ' مال و دولت کی ' دل پسند مکانات کی ' تجارت و کاروبار کی یا اللہ ' اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد کی ۔اگر محبت کی ترازو میں اللہ اور اس کے رسولؐ اور اس کی راہ میں جہاد کا وزن کم ہے ' تو یہ اللہ سے بے وفائی ہے ' اس کی نافرمانی ہے ' اور اس کا فیصلہ بے وفائی کرنے والوں اور نافرمانی کرنے والوں کے حق میں بڑا عبرتناک ہوتا ہے ۔

کشمیر ' فلسطین ' جیسے میدان بھی ہمیں پکار رہے ہیں ' ملت کا مستقبل بھی دستک دے رہا ہے ۔جو قومیں جہاد اور موت سے گریز نہیں کرتیں ' ذلت و بیچارگی ان کے پاس پھٹک نہیں سکتی ۔ہم کتنے ہی کارخانے لگالیں ' کتنی ہی سڑکیں بنالیں ' کتنے ہی تعلیمی ادارے کھڑے کر دیں ' اللہ تعالیٰ کو مطلوب و محبوب بنائے بغیر اور جہاد کی راہ اختیار کیے بغیر ہمارے لیے دنیا میں عزت و سربلندی کی کوئی راہ نہیں ' آخرت کی بہترین اور ابدی نعمتوں میں سے بھرپور حصہ بھی اسی صورت میں ہمیں نصیب ہو سکتا ہے ۔

زندگی را بقا از مدعا است کاروانش را درا از مدعا است

زندگی کی بقا مقصد سے ہے ' اس کے کاروان کی پیش رفت مقصد سے ہے ۔

زندگی در جستجو پوشیدہ است اصلِ او در آرزو پوشیدہ است

زندگی جستجو میں پوشیدہ ہے ' زندگی کی جڑ آرزو میں پوشیدہ ہے ۔

آرزو را در دلِ خود زندہ دار تا نہ گردد مشتِ خاکِ تو مزار

آرزو اپنے دل میں زندہ رکھو تاکہ تمھاری مشتِ خاک مزار نہ بن جائے ۔